

رذمرہ میں پیش کیا جائے۔

شکر کا مقام ہے کہ حضرت مخدوم کے فرزند ان کو یہ سعادتِ نصیب ہوئی کہ ان کے ہاتھوں فریضہ ایک حد تک ادا ہونے لگا ہے۔ الحمد للہ کر مکتوباتِ صدی کا ممکن ترجمہ ان دو جلد ایں سید شاہ محمد نعیم ندوی فردوسی کی تحقیق و مسائی سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کرتا کرام کے ہاتھوں میں ہے۔

مخدوم شرف الدین بیکھی منیری سر زمین ہند کے پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے یورپی ہندیعی بنگال و بہار میں اپنے مکتوبات و ملمفوظات کے ذریعہ نیز اپنے مریدین کی وساطت سے<sup>۱</sup> حدیث کی اشاعت و نشر میں نمایاں حصہ لیا، صحیحین کے علاوہ بقیہ صحاح ستہ نیز سنن بیہقی محامیت حدیث سے لوگوں کو روشناس کیا، مخدوم صاحب کے مکتوبات صوبہ متعدد شاہی ہ لاہور اور پنجاب کے اہل علم میں بھی متداول رہے، اور ان کی صحیح اسلامی تعلیمات کا اثر آپ کے وصال کے بعد سو سال کے محدود عرصہ میں ہند کے اس پوربی خطے میں ناری نہ کی غالباً سب سے پہلی لغت کی کتاب شرف نامہ بیکھی منیری معرفی وجود میں آئی۔

مکتوباتِ صدی کے نام سے ظاہر ہے کہ اس مجموعہ میں ایک سونخطوط تھے۔ ترجمہ کی پہلے میں چالیں خطوط ہیں ان کا ترجمہ مردم سید شاہ نجم الدین احمد فردوسی کی کوششوں کا تیجہ۔ ان مکتوبات کو جمع کرنے والے حضرت مخدوم جہاں کے مرید زین بدر عربی تھے جن کا دیباچہ اور کامتدہ جلد اول کی زینت ہے۔ ان خطوط کے مضاف میں کی فہرست شروع میں شامل ہے۔ قرآن، توبہ، ارادت، سلوک، ولایت نیز تصوف کی حقیقت، طریقت، شریعت و طریقت، متابعہ رسول، عبادت، طہارت اور اکان اربعہ وغیرہ کی توضیح و تشریح ان خطوط میں دلنشیں پڑا میں کی گئی ہے۔ ترجمہ عام فہم صاف و شفہتہ ہے۔

دوسری جلد میں بقیہ ساٹھ مکتوبات ہیں ان کا ترجمہ مردم سید شاہ الیاس نے<sup>۲</sup> ہے۔ پیش لفظ میں ناشر شاہ محمد نعیم ندوی استاد شعبہ اُردو جامعہ سندھ نے ان دونوں ترجموں کا ذکر بالتفصیل کیا ہے اور ان کے نظر کرنے، کتابت کرانے، نیز تصحیح کرنے کو دشوار یوں کا ذکر کیا ہے۔

اس جلد میں ناشر نے ایک بسیط مقدمہ بھی تحریر کیا ہے، جس میں حضرت  
عندوم جہان کی سوانح حیات ان کی علمی خدمات اور تصنیفات کا مفصل ذکر کیا گیا  
ہے۔ ملفوظات و مکتوبات کی تشریح بھی درج ہے۔

ان مکتوبات کے باسے میں شیخ عبدالحق محمد دہلوی رحم طازہ ہیں:

”اورا تصانیف عالی است۔ از جملہ تصانیف او مکتوبات مشہور و  
لطیف ترین تصانیف اوست، بسیارے از آداب طریقت و  
اسرارِ حقیقت در آن جا اندر راج یافته۔“

ابوالفضل نے آئین اکبری (جلد ۲) میں ان مکتوبات کے بارے میں اپنی رائے کا  
ٹھہر اس طرح کیا ہے:

”وفرا وان تصانیف ازو یادگار ازان میان مکتوبات او در سر شکنی  
نفس آزمون دارد۔“

ان مکتوبات لے مضمایں ایمان، ایمان کی صلات، شرکِ غنی، معرفت، محبت،  
علماتِ محبت، احکامِ عشق و محبت، اللہ تعالیٰ کی راہ، گفتار و رفتار، ہمتِ ارادت  
لی رغبت، مرید کے مراتب، مسلمانی کے حال، اچھے اخلاق، راہِ دین، تقویٰ، صدق،  
نینِ فلن، عالم آخربت، اسبابِ دینی، خدمت، عادات و اخلاق، خدمتِ دنیا،  
ترکِ دنیا، سعادت و شقاوت، عالم آخربت، اسرارِ قضا و قدر، خوف و رجا،  
روح، نفس، غفلت، علاجِ دل، لباسِ ملامت، ساعت، خلائقِ خدا، چلم، موت،  
دعا و دعید، دوزخ، بہشت وغیرہ کی تشریح پر مشتمل ہیں۔

مکتوبات کا ترجمہ صاف با محاورہ اور سلیں ہے۔ البتہ عربی عبارتوں کی کتابت  
وران کا کہیں کہیں ترجمہ، جیسا کہ آج کل کی اردو زبان کی مطبوعہ کتابوں کا عام  
حال ہے، صحت طلب ہے، مثلاً صفحہ ۵ پر ذیل کے دو عربی اشعار اس  
طرح درج ہیں:

لقد سمعت حیة الہوی کبدی فلاطبیب لها ولا راقی

الا الحبيب الذى شفقت به فعندہ رقیتی دستributی

ان کی صحیح شکل غالباً حسب ذیل ہے :

لسمت حیۃ الہوی کبیدی فلا طبیب لها ولا ساقی

سوی الحبیب الذى شفیت به فعندہ رقیتی دستributی

”محبت کے ساتھ نے میرے کلیجے کو ڈس لیا، اس کے لئے نہ کوئی طبیب

نہ جھاڑ پھونک کرنے والا، اس محبوب کے سوا جس سے شفا حاصل ہو

اس کے پاس میرا منڑا در تریاق ہے ۔

اُردو ترجمہ کی موجودگی میں عربی عبارتوں کا یہ نقعنی چنان لفظیں دہ نہیں

اسلامی ثقافت و تعلیمات کو فروع دینے کے لئے ان مکتوبات کا ترجمہ اس د

نہایت زریں کارنامہ ہے اور ان کی کتابت و طباعت کی خوبیوں کے پیش

ناشر و طابع نیز وہ سارے حضرات جو ان کی اشاعت میں مدد و معادون رہے

قابل تحسین دستائش ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس محنت کو قبولیت کا شرف بخشے، اور اہل اسلام

علم کے لئے ان کو مشعل راہ بنائے ۔ آمین ۔

(محمد صیغر حسن معصومی)

— ۶ —